KitaabPoint.Blogspot.com

جعلی ڈگری اصلی نوٹ

ایگزیکٹ
اسکینڈل

نیویارک ٹائمز میں شائع ہونے والی امریکی صحافی ڈیکلن والش کی رپورٹ کا مکمل متن

تقریباً تین ہفتوں سے پاکستان میں ''ایگزیکٹ'' اسکینڈل نے تہلکہ مچایا ہوا ہے۔ اس اسکینڈل کے بے نقاب ہونے کے بعد سے اب تک آپ روزانہ ہی اخبارات اور ٹی وی چینلز کے ذریعے اس کے بارے میں ہونے والی پیش رفت سے آگاہ ہو رہے ہیں۔ آپ یہ بھی ضرور جانتے ہوں گے کہ یہ سارا طوفان ''نیویارک ٹائمز'' میں 17/ مئی 2015ء کو چھپنے والی، ڈیکلن والش کی رپورٹ سے شروع ہوا تھا۔ اس سارے ہوشربا قصے کا نقطۂ آغاز بننے والی وہ رپورٹ درحقیقت کیا تھی، شاید بہت سے قارئین اس سے باخبر نہ ہوں۔ ان کی معلومات اور مطالعے کے لیے ڈیکلن والش کی اس رپورٹ کا ترجمہ پیش خدمت ہے، جس کا برپا کیا ہوا ہنگامہ ابھی اپنے انجام کو نہیں پہنچا۔

☆......☆......☆

انٹرنیٹ پر اگر آپ کچھ مخصوص ویب سائٹس پر جائیں تو آپ کو ایک ایسی دُنیا یا سلطنت پھیلی ہوئی دکھائی دے گی، جس میں سیکڑوں اعلیٰ تعلیمی ادارے ہوں گے۔ ان کے نام، ان کے کیمپس، ان کی عمارتیں، سب کچھ نہایت خوب صورت اور پُرکشش ہوگا۔ ان یونیورسٹیوں اور ہائی اسکولوں کا تعلق امریکا اور دیگر ترقی یافتہ مغربی ممالک سے بتایا جائے گا۔ ان کی اپنی اپنی ویب سائٹس بھی نہایت خوبصورت اور متاثر کن ہوں گی۔ ان ویب سائٹس پر آپ کو نہایت دل نشیں انداز میں یقین دلایا جائے گا کہ یہ تعلیمی ادارے آپ کو بیسیوں مضامین کی آن لائن تعلیم دے کر ڈگریاں جاری کر سکتے ہیں اور یہ سارا عمل نہایت سادہ اور آسان ہے۔ آپ کی تعلیمی قابلیت خواہ کچھ بھی ہو لیکن آپ نرس، ڈاکٹر، سول انجینئر، غرضیکہ کچھ بھی بن کر اپنا مستقبل اپنی مرضی کے مطابق سنوار سکتے ہیں اور ایک شاندار زندگی گزار سکتے ہیں۔

ان اداروں کے خوبصورت ماحول اور ان کے قابل اساتذہ کے بارے میں آپ کو یقین دلانے کے لیے ان کی تصاویر بھی ان ویب سائٹس پر موجود ہوں گی، جہاں وہ کسی نہ کسی روشن اور دلکش کیمپس میں تعلیم دیتے نظر آئیں گے۔ ان ہائی اسکولوں اور یونیورسٹیوں کے حقیقی اور باضابطہ ہونے کی گواہی دینے کے لیے آپ کو کئی سرٹیفکیٹ بھی ان ویب سائٹس پر دکھائی دیں گے، جن میں ایک ایسا تصدیقی سرٹیفکیٹ بھی شامل ہوگا جس پر امریکی وزیرخارجہ جان کیری کے دستخط ہوں گے۔ کئی ویڈیوز بھی آپ کو نظر آئیں گی، جن میں لوگ جوش وخروش اور مسرت سے آپ کو یہ بتاتے دکھائی دیں گے کہ انہوں نے ان اداروں سے ڈگریاں لینے کا دانشمندانہ فیصلہ کر کے کس طرح اپنی زندگی کو کامیاب بنایا اور اپنے خوابوں کو تعبیروں کے رنگ دیے۔ یہ ویڈیوز آپ کو CNN iReport کی ویب سائٹ پر بھی ملیں گی، جو آپ کی نظر میں ایک مستند اور مؤقر ویب سائٹ ہوگی۔

ایسی ہی ایک ویڈیو میں ایک خاتون کا تعارف، قانون کی تعلیم دینے والے ایک ادارے (لاء اسکول) کی سربراہ کی حیثیت سے کرایا جاتا ہے۔ یہ خاتون اپنے ادارے کے بارے میں بہت بڑی بڑی باتیں کرتے ہوئے بتاتی ہیں کہ ہمارے پاس دُنیا کے نہایت معروف اور قابل اساتذہ موجود ہیں، قانون کی نہایت اعلیٰ تعلیم کی آن لائن ڈگری حاصل کر کے کامیابی کے آسمان پر ستارے کی طرح چمکنے کو یقینی بنائیں۔ غرضیکہ یہ ایک الگ ہی...... لیکن نہایت متاثر کن دُنیا ہے، جس کی کشش میں ہر وہ انسان کھو کر رہ جاتا ہے، جو اپنا مستقبل بہتر بنانے کی آرزو رکھتا ہے اور اس کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔

افسوسناک امر یہ ہے کہ گہری نظر سے جائزہ لینے اور کچھ تحقیق کرنے پر پتا چلتا ہے کہ بڑے بڑے دعوے کرنے والے نہایت شاندار تعلیمی اداروں پر مشتمل یہ دُنیا درحقیقت ایک سراب ہے اور ویڈیوز میں اپنے ناظرین سے خطاب کرتے ہوئے، باوقار اور لائق دکھائی دینے والے اساتذہ اور ماہرین تعلیم دراصل پیشہ ور اداکار ہیں، جو شاید اسی طرح کے مختصر مختصر ''کردار'' ادا کرتے ہیں۔ ویڈیوز میں نظر آنے والے خوبصورت کیمپس محض کمپیوٹر کے سرور (Server) پر محفوظ کی گئی تصویریں ہیں، ان کا حقیقت کی دُنیا میں کہیں کوئی وجود نہیں، اور جن تعلیمی اداروں کی تشہیر کی جا رہی ہے، وہ کسی ملک کے محکمۂ تعلیم سے منظور شدہ نہیں ہیں اور نہ ہی ان کا کسی حقیقی یونیورسٹی سے کوئی الحاق یا تعلق واسطہ ہے۔ ان کی جاری کردہ ڈگریوں کی کوئی وقعت نہیں اور اگر کوئی انہیں کہیں استعمال کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو وہ بھی دھوکا دہی کا مرتکب قرار پا سکتا ہے۔

تحقیق کا دائرہ وسیع کرنے پر پتہ چلتا ہے کہ 370 ویب سائٹس پر پھیلی ہوئی یہ دُنیا کچھ لوگوں کے تخیل اور انفارمیشن ٹیکنالوجی میں ان کی مہارت کی تخلیق ہے، حقیقت کی دُنیا سے اس کا کوئی واسطہ نہیں اور اس میں کوئی بھی چیز اصلی نہیں، البتہ وہ کروڑوں ڈالر ضرور اصلی ہیں، جو دُنیا کے اُن ہزاروں افراد سے ہر سال بٹور لیے جاتے ہیں، جو تشہیر کے اس خوبصورت اور منظم انداز سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ یہ ساری دولت ایک پُراسرار پاکستانی کمپنی کے اکاؤنٹس میں چلی جاتی ہے۔ یہ کمپنی اپنے آپ کو سافٹ ویئر اور آئی ٹی سروسز کا کاروبار کرنے والی کمپنی کہتی ہے۔

یہ کمپنی پاکستان کے ساحلی اور سب سے بڑے شہر کراچی میں ''ایگزیکٹ'' کے نام سے موجود ہے اور اس میں دو ہزار ملازمین کام کرتے ہیں۔ یہ خود کو، پاکستان سے سافٹ ویئر برآمد کرنے والی سب سے بڑی کمپنی کہتی ہے اور کافی حد تک آئیڈیل انداز میں ''سلیکون ویلی'' کی طرز پر اپنے ملازمین کو سہولیات اور آسائشیں مہیا کرتی ہے، جن میں ایک سوئمنگ پول اور تفریحی سفر پر جانے والی بڑی لانچ بھی شامل ہے۔ گو کہ ''ایگزیکٹ'' واقعی کچھ سافٹ ویئر ایپلی کیشنز بھی فروخت کرتی ہے لیکن اس کے سابقہ ملازمین سے بات چیت، کمپنی کے ریکارڈز کی چھان بین اور اس کی ویب سائٹس کے تفصیلی اور گہرے تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا اصل کام وہی پرانا دھندا ہے، جو غالباً صدیوں سے ہوتا آ رہا ہے۔ (پرانے وقتوں میں بادشاہ اپنے منظورِ نظر افراد کو محض اپنی جنبشِ ابرو سے بہت بڑے عالم قرار دے دیا کرتے تھے اور کسی بھی قسم کی اسناد بھی عنایت فرما دیا کرتے تھے)۔ یہ دھندا جعلی ڈگریوں کا ہے جسے ''ایگزیکٹ'' نے آج کل کے، کمپیوٹر کے دَور میں، بین الاقوامی سطح پر پہنچا دیا ہے۔ کمپیوٹر نے ویسے بھی دُنیا کو ''گلوبل ولیج'' بنا دیا ہے۔

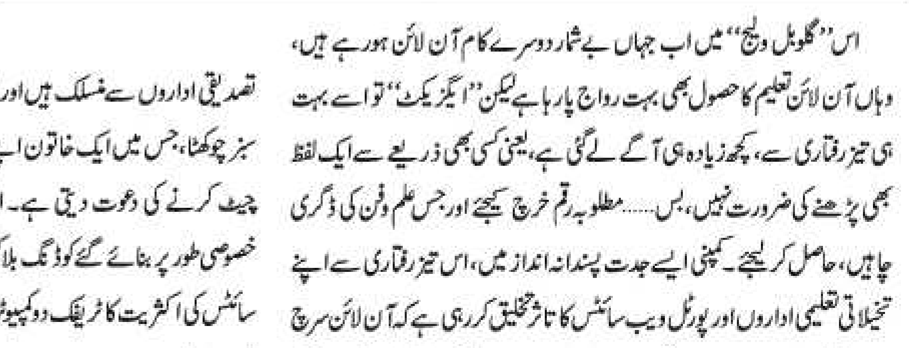

''ایگزیکٹ'' کے کمپیوٹرز سے چلنے والی تعلیمی اداروں کی جعلی ویب سائٹس، جعلی ڈگریاں اور امریکی وزیر خارجہ جان کیری کے دستخط کے ساتھ ایک جعلی تصدیق نامہ

اس ''گلوبل ولیج'' میں اب جہاں بے شمار دوسرے کام آن لائن ہو رہے ہیں، وہاں آن لائن تعلیم کا حصول بھی بہت رواج پا رہا ہے لیکن ''ایگزیکٹ'' تو اسے بہت ہی تیز رفتاری سے، کچھ زیادہ ہی آگے لے گئی ہے، یعنی کسی بھی ذریعے سے ایک لفظ بھی پڑھنے کی ضرورت نہیں، بس...... مطلوبہ رقم خرچ کیجیے اور جس علم وفن کی ڈگری چاہیں، حاصل کر لیجیے۔ کمپنی ایسے جدت پسندانہ انداز میں، اس تیز رفتاری سے اپنے تخیلاتی تعلیمی اداروں اور پورٹل ویب سائٹس کا تاثر تخلیق کر رہی ہے کہ آن لائن سرچ میں وہ فوری طور پر نمایاں ہو جائیں اور دُنیا بھر میں موجود، ڈگری کے خواہشمندوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیں۔

کمپنی کے ایک سابقہ ملازم نے بتایا کہ ''ایگزیکٹ'' کے مین آفس میں ٹیلیفون سیلز ایجنٹ تین شفٹوں میں دن رات کام کرتے ہیں اور ڈگری لینے کے سلسلے میں جو لوگ معلومات کے لیے کال کرتے ہیں، یہ ایجنٹ انہیں ڈگری خریدنے کے لیے پوری طرح آمادہ کرتے ہیں۔ ڈگری کے اُن خواہشمندوں میں سے بعض کو اندازہ ہو جاتا ہے کہ وہ رقم کے عوض جعلی یا مشکوک ڈگری خرید رہے ہیں لیکن اکثر اوقات ان سیلز ایجنٹس کی گفتگو سے لوگ بے وقوف بھی بن جاتے ہیں یا انہیں مغالطہ ہو جاتا ہے کہ وہ واقعی کسی کورس میں داخلہ لے رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو سچ مچ آن لائن کوئی کورس کرنا چاہتے ہیں لیکن وہاں درحقیقت کوئی کورس ہوتا ہی نہیں ہے۔ سیلز ایجنٹس یہ جھانسا دے کر انہیں مطمئن کر دیتے ہیں کہ ان کی زندگی کے تجربات ہی اتنے کافی ہیں یا پھر ان میں پہلے ہی اتنی قابلیت موجود ہے کہ انہیں ڈگری دی جا سکتی ہے۔

کمپنی کی آمدنی میں اضافے کے لیے اس کے سیلز ایجنٹس کوئی بھی چال چلنے سے گریز نہیں کرتے۔ حتیٰ کہ وہ خود کو امریکی سرکاری افسران ظاہر کرنے سے بھی نہیں کتراتے، جس کی وجہ سے متوقع کلائنٹس کو کچھ اور اطمینان ہو جاتا ہے۔ وہ مہنگے داموں ڈگریاں یا توثیقی دستاویزات خریدنے کے لیے زیادہ آسانی سے تیار ہو جاتے ہیں۔ کمپنی کے اپنے سابق ملازمین اور اس قسم کے معاملات کے ماہرین کے اندازوں کے مطابق ''ایگزیکٹ'' ہر ماہ لاکھوں ڈالر کماتی ہے۔ اس سرمائے کو غیر ملکی کمپنیوں کے ایک نیٹ ورک کے ذریعے گردش میں لایا جاتا ہے، تاہم طریقۂ کار کچھ ایسا ہے کہ یہ بات مشکل سے ظاہر ہوتی ہے کہ کاروبار کی اصل مالک ''ایگزیکٹ'' ہے۔ اس حقیقت کو مبہم رکھا گیا ہے، جس کے لیے پراکسی انٹرنیٹ سروسز، شاطرانہ قانونی موشگافیوں اور پاکستان میں ابھی تک اس حوالے سے قوانین موجود نہ ہونے کی وجہ سے انہیں اس مقصد کے حصول میں بڑی مدد ملتی ہے۔

گزشتہ سال اکتوبر میں ''ایگزیکٹ'' سے مستعفی ہونے والے کوالٹی کنٹرول آفیسر یاسر جمشید نے بتایا ''ایگزیکٹ سے رجوع کرنے والے افراد سمجھتے ہیں کہ یہ کوئی یونیورسٹی ہے لیکن درحقیقت یہ کوئی یونیورسٹی نہیں ہے۔ یہ سب پیسے کا چکر ہے۔''

اس رپورٹ کو فائل کرنے سے پہلے، گزشتہ ہفتے کے دوران ''ایگزیکٹ'' کے ذمے داروں سے کئی بار درخواست کی گئی کہ وہ انٹرویو دیں اور کمپنی کے بارے میں بتائیں۔ اس طرف سے مایوس ہونے کے بعد کمپنی کے اہم عہدے داروں کو ایک تفصیلی سوالنامہ بھی ارسال کیا گیا، جس کا مقصد معلومات اور بہت سے شکوک وشبہات یا الزامات کے سلسلے میں جواب یا وضاحتیں حاصل کرنا تھا، لیکن ان سوالوں کے جواب موصول ہونے کے بجائے دو دن بعد کمپنی کے وکلاء کی طرف سے ''نیویارک ٹائمز'' کو ایک خط موصول ہوا، جس میں الزامات کی پُرزور تردید کرتے ہوئے ''نیویارک ٹائمز'' کے رپورٹر، یعنی مجھ پر، سازش کے تانے بانے تیار کرنے اور غیر واضح یا ادھوری خبریں دے کر شکوک وشبہات پیدا کرنے کا الزام لگایا گیا۔

نومبر 2013ء میں ''پاکستانی میڈیا'' کے موضوع پر انٹرویو دیتے ہوئے ''ایگزیکٹ'' کے بانی اور چیف ایگزیکٹو شعیب شیخ نے اپنی کمپنی کو آئی ٹی اور آئی ٹی نیٹ ورک سروسز فراہم کرنے والی کمپنی قرار دیا، جو چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروبار کرنے والوں کو اپنی خدمات فراہم کرتی ہے۔ اس انٹرویو میں انہوں نے یہ بھی کہا کہ وہ روزانہ اپنے کلائنٹس کے لیے ہزاروں مختلف نوعیتوں کے پروجیکٹس بناتے ہیں، تاہم انہوں نے اپنے کلائنٹس کے نام بتانے سے انکار کر دیا تھا۔ ''ایگزیکٹ'' کے بارے میں تحقیق کے دوران اس کے سابق ملازمین کے دیے گئے بیانات کی تصدیق، کمپنی کے اندرونی ریکارڈ اور کئی عدالتی دستاویزات سے بھی ہوگئی، جو ''نیویارک ٹائمز'' کی رسائی اور مشاہدے میں آئیں۔ اخبار نے 370 سے زائد ویب سائٹس کا گہری نظر سے جائزہ لیا، جن میں تعلیمی اداروں کی ویب سائٹس کے علاوہ سرچ پورٹلز کا ایک معاون ادارہ، تصدیق اور توثیق کرنے والے جعلی ادارے، بھرتی کرنے والے ادارے، مختلف زبانیں سکھانے اور ان کی تعلیم دینے والے ادارے، حتیٰ کہ ایک قانونی فرم بھی شامل ہے، جس پر ''ایگزیکٹ'' کی ''ڈیجیٹل چھاپ'' محسوس ہوتی ہے۔

تعلیمی شعبے میں ڈگریاں جاری کرنے والے اداروں کی تعداد روز بہ روز بڑھتی جا رہی ہے اور یہ فیکٹریوں کے انداز میں کام کر رہے ہیں۔ دُنیا بھر میں انہیں تشویش کی نظر سے دیکھا جا رہا ہے لیکن اب انٹرنیٹ پر ڈگریاں بانٹنے والوں کی بھرمار سے یہ خدشات بھی پیدا ہوگئے ہیں کہ ان کے ذریعے امیگریشن کے معاملات میں بھی فراڈ اور دھوکا دہی کے امکانات بڑھ گئے ہیں، جس کی وجہ سے مختلف ممالک کے عوام کی سلامتی اور قانونی نظام کے لیے خطرات پیدا ہو گئے ہیں۔ اس کی مثالیں بھی سالوں پہلے سے سامنے آنا شروع ہو چکی ہیں۔ 2007ء میں ایک برطانوی عدالت نے ایک جعلی ماہر جُرمیات (کرمنالوجسٹ) کو جیل بھیجا، جو پولیس میں ملازمت بھی حاصل کر چکا تھا۔ جین موریسن نامی اس شخص کا دعویٰ تھا کہ اس نے ''ایگزیکٹ'' کی ملکیت ''روش ول یونیورسٹی'' سے ڈگری حاصل کی ہے۔ روئے زمین پر اس یونیورسٹی کو تلاش کرنا یقیناً بے حد مشکل کام ہوگا اور اگر یہ مل بھی گئی تو یقیناً اس کے فرشتوں کو بھی علم نہیں ہوگا کہ اس نے جین موریسن نامی کسی شخص کو بھی ڈگری جاری کی ہے۔

جعلی تعلیمی اداروں کے حوالے سے پاکستان میں عوام کو بہت کم معلومات حاصل ہیں۔ شاید اس لیے بھی ''ایگزیکٹ'' کو اپنا ڈگری کا کاروبار چمکانے میں وہ کامیابی حاصل ہوئی ہے جو بظاہر قابلِ رشک نظر آتی ہے اور شعیب شیخ شکوک وشبہات سے آلودہ سوالات سے ہمیشہ اپنے آپ کو بچاتے آئے ہیں۔ زیرِ نظر رپورٹ کی ابتدائی اشاعت کے بعد بھی انہوں نے اپنی ویب سائٹ پر ''عوامی ردِعمل'' کے طور پر جو پیغامات پوسٹ کیے، ان میں کہا گیا تھا کہ ''ایگزیکٹ اس رپورٹ کی مذمت کرتی ہے۔ یہ بے بنیاد، غیر معیاری، ہماری شہرت کو داغدار کرنے اور نقصان پہنچانے والی ہے۔ اس میں بے بنیاد الزامات لگائے گئے ہیں اور محض تصوراتی باتیں لکھی گئی ہیں، جنہیں شائع کرنے سے پہلے کمپنی کا نکتۂ نظر معلوم کرنے کی کوشش بھی نہیں کی گئی۔''

فتح حاصل کرنے اور اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ دوسروں کا خیال رکھنے کو شعیب شیخ اپنا نصب العین قرار دیتے ہیں۔ اس کے ساتھ ان کا دعویٰ ہے کہ وہ ''ایگزیکٹ'' کی آمدنی کا 65 فیصد فلاحی اور رفاہی کاموں کے لیے دیتے ہیں اور گزشتہ سال انہوں نے 2019ء تک ایک کروڑ پاکستانی بچوں کو تعلیم دینے کے پروگرام کا اعلان کیا تھا۔ شعیب شیخ کے تازہ ترین منصوبوں میں سرِفہرست پاکستانی میڈیا کے میدان میں سب سے بڑی، اہم اور بارسوخ شخصیت بننا تھا۔ کم وبیش دو سال سے ''ایگزیکٹ'' ایک براڈکاسٹنگ اسٹوڈیو تیار کرنے میں مصروف ہے اور ''بول'' کے نام سے اپنا ٹی وی چینل اور اخبار، میگزین وغیرہ لانے کا اعلان کر چکا تھا، جس کے لیے پاکستان کے ممتاز صحافیوں اور اینکر پرسنز کی بھرتی جاری ہے۔ رواں سال میں اس چینل کی نشریات شروع کرنے کا اعلان کیا گیا تھا۔

اتنا بڑا میڈیا گروپ تشکیل دینے اور اتنی بہت سی مراعات کے ساتھ، ایسے جارحانہ انداز میں بھرتیاں کرنے کے لیے وسائل کہاں سے آ رہے ہیں، اس موضوع پر پاکستان میں قیاس آرائیاں جاری ہیں۔ اس قسم کی خبروں کے ضمن میں شعیب شیخ نے کئی مقدمات بھی دائر کر رکھے ہیں، جو التوا میں پڑے ہوئے ہیں۔ شعیب شیخ میڈیا میں اپنے ہم عصروں اور دیگر لوگوں کے اس قسم کے الزامات کی پُرزور تردید کرتے ہیں اور اس سلسلے میں قانونی کارروائی کے لیے بھی کوشاں ہیں کہ ان کی کمپنی یا ان کے تازہ ترین منصوبے کے پیچھے فوج یا کسی منظم جرائم پیشہ گروہ کا ہاتھ ہے۔ ان کی تردید اپنی جگہ سہی، تاہم یہ تو واضح ہے کہ ''ایگزیکٹ'' کے جعلی ڈگریوں کے کاروبار سے ہی نئے میڈیا ہاؤس کے لیے بھی سرمایہ آ رہا ہے۔

ایلن ایزل نامی ایک ریٹائرڈ ایف بی آئی ایجنٹ، جو تھوک کے حساب سے ڈپلومے جاری کرنے والے اداروں کے بارے میں ایک کتاب بھی لکھ چکے ہیں اور ''ایگزیکٹ'' کے بارے میں تحقیقات بھی کرتے رہے ہیں، وہ کہتے ہیں ''خدا معاف کرے...... مجھے لگتا ہے کہ یہ اس نوعیت کا شاید سب سے بڑا کاروبار ہے۔ اس پیمانے پر یہ دھندا ہوتا شاید ہم نے اس سے پہلے نہ دیکھا ہو۔ اسے دیکھ کر اوپر کی سانس اوپر اور نیچے کی نیچے رہ جاتی ہے۔''

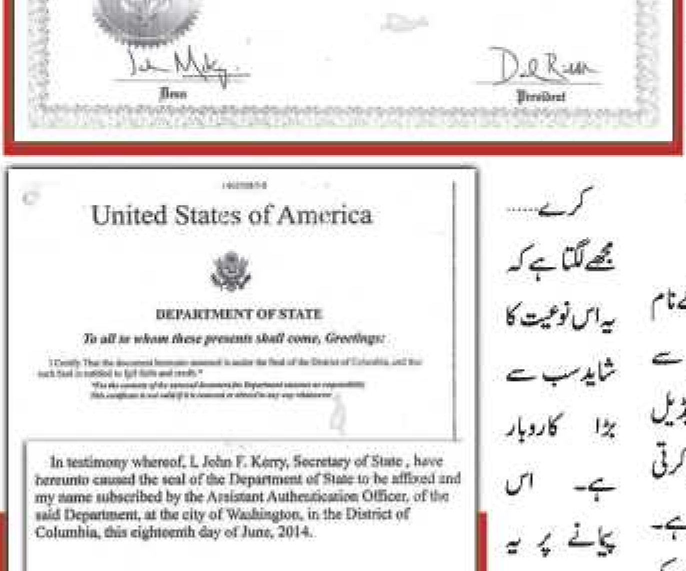

GRANTTOWN
UNIVERSITY

[redacted]
has received upon nomination of the Faculty and
by authority of the trustees of Grant Town University
the degree of
Master of Business Administration
in Finance & Business Management
in recognition of fulfillment of the requirements
of that degree.
Presented on the tenth day of
June, two thousand and fourteen.

Dean
President

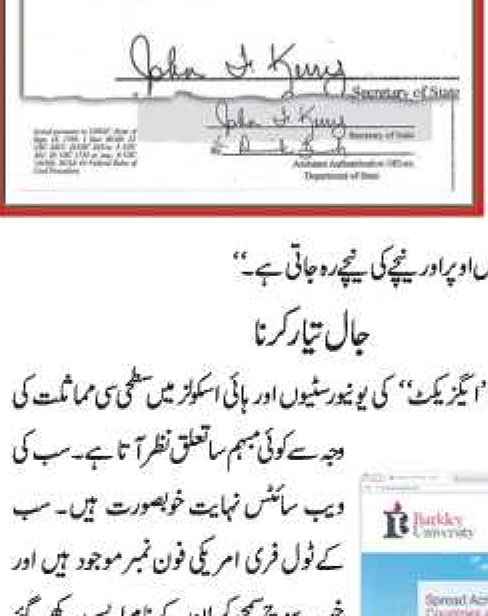

United States of America

DEPARTMENT OF STATE

To all to whom these presents shall come, Greetings:

In testimony whereof, I, John F. Kerry, Secretary of State, have hereunto caused the seal of the Department of State to be affixed and my name subscribed by the Assistant Authentication Officer, of the said Department, at the city of Washington, in the District of Columbia, this eighteenth day of June, 2014.

John F. Kerry
Secretary of State

جال تیار کرنا

پہلی نظر میں ''ایگزیکٹ'' کی یونیورسٹیوں اور ہائی اسکولز میں سطحی سی مماثلت کی وجہ سے کوئی مبہم سا تعلق نظر آتا ہے۔ سب کی ویب سائٹس نہایت خوبصورت ہیں۔ سب کے ٹول فری امریکی فون نمبر موجود ہیں اور خوب سوچ سمجھ کر ان کے نام ایسے رکھے گئے ہیں جو آنکھوں اور کانوں کو مانوس اور معتبر معلوم ہوں۔ مثلاً بارکلے، کولمبیانا اور ماؤنٹ لنکن۔ تاہم دیگر شواہد سے یہ اندازہ کرنا زیادہ مشکل نہیں کہ ان سب کے پیچھے مالک کوئی ایک ہی ہے۔ مثلاً کئی ویب سائٹس یکساں اور فرضی تصدیقی اداروں سے منسلک ہیں اور ان کے گرافکس ملتے جلتے ہیں۔ مثلاً تیرتا ہوا ایک سبز چوکھٹا، جس میں ایک خاتون اپنے سر پر ہیڈفون چڑھائے، کلائنٹس کو اپنے ساتھ چیٹ کرنے کی دعوت دیتی ہے۔ ان میں کچھ تکنیکی مماثلتیں بھی موجود ہیں۔ مثلاً خصوصی طور پر بنائے گئے کوڈنگ بلاکس...... یہ حقیقت بھی قابل توجہ ہے کہ ان ویب سائٹس کی اکثریت کا ٹریفک دو کمپیوٹر سرورز سے چلتا ہے، جن کی کمپنیاں قبرص اور لیٹویا میں رجسٹرڈ ہیں۔

''ایگزیکٹ'' کے پانچ سابق ملازمین نے تصدیق کی ہے کہ یہ ویب سائٹس ''ایگزیکٹ'' کی اپنی تخلیق ہیں جہاں بڑے عہدوں پر فائز افراد کی نظر میں آن لائن تعلیمی اداروں کا کاروبار نہایت منافع بخش ہے۔ ان کی ویب سائٹس باریک بینی سے بنائی جاتی ہیں اور ان کی مارکیٹنگ بڑے زور وشور سے، متاثر کن انداز میں کی جاتی ہے۔ انہی ملازمین کا کہنا ہے کہ اشتہاری ویڈیوز میں نظر آنے والے پروفیسرز اور پیارے پیارے دکھائی دینے والے طالب علم پیشہ ور اداکار ہیں۔ انہی میں سے بعض کی تصویریں کئی کئی مختلف اسکولوں کے اشتہاروں میں نظر آتی ہیں۔ ذرائع بتاتے ہیں کہ ''ایگزیکٹ'' کے ملازمین کس طرح سی این این کی ویب سائٹ برائے شہری صحافت کے سیکشن 'آئی رپورٹ' پر ''ایگزیکٹ'' کی یونیورسٹیوں کے بارے میں فرضی رپورٹس شائع کرتے ہیں۔ اگرچہ سی این این یہ واضح کرتا رہتا ہے کہ وہ 'آئی رپورٹ' پر جاری کردہ رپورٹس کی تصدیق نہیں کرتا اور نہ ہی ان کے بارے میں کسی قسم کی ذمے داری لیتا ہے، اس کے باوجود ''ایگزیکٹ'' نے اپنی کئی ویب سائٹس پر ناظرین اور کلائنٹس کو متاثر کرنے کے لیے سی این این کا لوگو (Logo) استعمال کیا ہوا ہے۔

ان تعلیمی اداروں کے قانونی ہونے کے تاثر کو سوشل میڈیا کے ذریعے مزید مضبوط کیا جاتا ہے۔ ''لنکڈ اِن'' پر ان یونیورسٹیوں کے جعلی فیکلٹی ممبرز کے پروفائل بنے ہوئے ہیں لیکن انہیں جن اداروں سے وابستہ ظاہر کیا جاتا ہے، ان سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ ''ایگزیکٹ'' کے کاروبار کی ریڑھ کی ہڈی اس کی سیلز ٹیم ہے جو تعلیم یافتہ پاکستانی نوجوانوں پر مشتمل ہے جنہیں عربی اور انگریزی پر عبور حاصل ہے۔ وہ ویب سائٹس پر آنے والوں سے فون پر گفتگو کر کے انہیں متاثر کرتے ہیں۔ یہ لوگ 350 ڈالر میں ہائی اسکول کے ڈپلوموں سے لے کر 4 ہزار ڈالر یا اس سے زائد رقم میں پی ایچ ڈی تک کی ڈگری فراہم کرنے کی پیشکش کرتے ہیں۔ ''ایگزیکٹ'' کی جانب سے قانونی چارہ جوئی کے خوف کے باعث، ایک ملازم نے اپنا نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر بتایا کہ یہ دراصل مکمل طور پر سیلز کا کاروبار ہے...... اور وہ بھی غیر حقیقی چیزوں کی سیلز کا......!

سیلز ایجنٹس کو اپنے ماہانہ اہداف پورے کرنے کے لیے بڑے داؤ پیچ سکھائے جاتے ہیں۔ بعض اوقات وہ اپنے ممکنہ کلائنٹ کو کسی ایسی حیثیت سے فون کرتے ہیں جس سے وہ انہیں بھاری تنخواہ پر کسی ملازمت کی پیشکش کر سکیں لیکن اس کے ساتھ وہ شرط یہ رکھ دیتے ہیں کہ وہ کلائنٹ فلاں آن لائن کورس کر کے ڈپلوما حاصل کر لے...... اور ظاہر ہے، وہ ڈپلوما دینے کے لیے ''ایگزیکٹ'' موجود ہے۔ یہی ملازمین بعض اوقات خود کو امریکی سرکاری ملازم ظاہر کر کے کلائنٹ کو بہلا پھسلا کر، کوئی چکر دے کر...... اور کبھی کبھی تو دھمکا کر امریکی وزیر خارجہ جان کیری کے دستخط والا تصدیقی سرٹیفکیٹ خریدنے پر بھی مجبور کرتے ہیں۔ اس طرح کے سرٹیفکیٹ امریکا میں قانونی طور پر سو ڈالر سے بھی کم میں مل جاتے ہیں جو بین الاقوامی طور پر کسی ڈگری کی تصدیق کے سلسلے میں مددگار ہوتے ہیں لیکن مشرق وسطیٰ کے کلائنٹس کو ''ایگزیکٹ'' کے ملازمین یہ دستاویزات ہزار ہزار ڈالر میں بیچتے ہیں جن میں سے بعض جعلی ہوتی ہیں اور بعض جھوٹ بول کر حاصل کی گئی ہوتی ہیں۔ وہ متوقع کلائنٹس کو ڈراتے ہیں کہ ان دستاویزات کے بغیر ان کی ڈگریاں بے کار ہیں۔ ایک سابق ملازم جمشید نے بتایا کہ ایک سعودی شہری نے جعلی ڈگریوں اور ان سے منسلک کی جانے والی دستاویزات پر چار لاکھ ڈالر خرچ کر ڈالے۔

گزشتہ سال ایک مصری شخص نے نکسن یونیورسٹی سے انجینئرنگ ٹیکنالوجی میں پی ایچ ڈی کی ڈگری اور جان کیری کے دستخط والا سرٹیفکیٹ خریدنے کے لیے بارہ ہزار ڈالر خرچ کیے۔ اس کا تعلق ایڈورٹائزنگ کے پیشے سے تھا، اس کے باوجود وہ دھوکا کھا گیا۔ اسے جو اسناد وغیرہ موصول ہوئیں، وہ اتنی شاندار اور متاثر کن تھیں کہ وہ انہیں بالکل اصلی سمجھا۔